تعلیمی و تحقیقی — تحفتاً تقسیم

علم الصوتیات میں ق کا مخرج

Root sound of 'Q' in the science of PHONOLOGY

مصنف: ابراہیم درویش

۷۸۶

پیش لفظ

حالانکہ یہ موضوع انسان کا علم اول اور فنِ آخر ہے، آج تک حقیقی تحقیق سے محروم رہا ہے۔ اس کے متعلق میں جو کچھ تھوڑا بہت جانتا ہوں، پیشِ خدمت ہے۔ میرے اس ادبی تحقیقاتی مضمون کو روزنامہ اردو ٹائمز (بمبئی) نے اپنے عید الفطر نمبر ۱۹۹۲ء میں شائع کیا۔
صفحہ کی سائز کو سامنے رکھتے ہوئے مدیر موصوف نے مکمل مسودے میں سے تین چار پیراگراف کم کر دیئے تھے۔ ان میں ایک بہت ہی اہم پیراگراف بھی ترک کر دیا گیا تھا۔ جس کے بغیر یہ مضمون تکنیکی لحاظ سے نامکمل معلوم ہوتا ہے، اس کتاب میں وہ پیراگراف موجود ہے۔ اخبار اور میری معرفت معمولی قارئین سے لیکر معتبر معلمین، جن میں علماٗ، حفاظ، قراء، ادبا، اور شعرا بھی شامل ہیں، اس تخلیقی مضمون کا بغور مطالعہ کر چکے ہیں، سب نے اسے سراہا اور یکساں رائے کا اظہار کیا، سب تعریف ہی کرتے رہے، کسی نے بھی تنقید کی جسارت نہیں کی حالانکہ مضمون خود تنقید کے منتظر ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔
میری اس اول و ادبی، مختصر تعلیمی، تحقیقی، و تخلیقی تحریر کو میرے ہمنوا قاری زبیر احمد عثمانی اور ہمدم سید آلِ رسول نظمی صاحب نے قابلِ تحسین قبول کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ میرے استادِ محترم حافظ و قاری عبد السلام اور سہارنپور (یوپی)، کے علماء ہمنوایان نے، سابق مدیر روزنامہ انقلاب ریاض احمد خان، مطب ہمدرد (بمبئی) کے حکیم اسرار احمد ناروی اور مالک امانت علی برقیؔ، امام نور باغ مسجد، قاری مرغوب، امام چونابھٹی مسجد سراج الدین، سابق امام تلی محلہ مسجد آفتاب عالم، صدیقیہ بک ڈپو کے مولانا منصور ندوی، صابو صدیق انجینئرنگ کالج کے پرنسپل حسین صاحب، خواتین اساتذہ انجمن اسلام گرلز ہائی اسکول (بلاسس روڈ) مع میری ہمشیرہ شمیم درویش، شعرائے کرام عبد الاحد ساز، نظام الدین نظام، الیاس شوقی، داؤد خان اینڈ سن ٹیلر کے سربراہ قدیر خان صاحب، میرے اہلِ خاندان، و دیگر رشتہ داران میری اس کامیابی پر داد دے کر مجھے خوش فہمی میں مبتلا کر چکے ہیں۔ میں اپنی فتح مندی سے مطمئن ضرور ہوں مگر سب سے اعلیٰ ترین فن کو فروغ دینے سے مجھے قلبی اطمینان میسر ہوا ہے جس کے لئے میں بارگاہِ الٰہی میں شکر گذار ہوں۔ اللہ ہم سب کو دولتِ علم سے نوازے!
(آمین)

۲/۸۰ جیٹیکر بلڈنگ تیسرا منزلہ
روم نمبر ۲۸ سر بجے، روڈ بمبئی ۴۰۰۰۰۸
فون ــــ ۳۷۶۲۷۵۷
پتہ محمد مشتاق تجاوری (علیگڑھ)

رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

احقر
ابراھیم درویش

تحفہ من جانب عرشی زادہ

علمُ الصَّوتیات میں ق کا مخرج

لطیف خبیر اللہ جل شانہ کی صفات میں سے ایک ہے۔ باریک سے باریک بات سے بے پناہ باخبری کا دعویٰ صرف فاطر السماوات والارض ہی کر سکتا ہے اس ذات بے انتہا پاک نے رحم و رحمانیت کا لطیف ترین ثبوت یہ دیا کہ آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم کو بھی اتنا باخبر بنایا کہ آج تک کی انسانی ترقی کی تاریخ جامع مثال ہے۔

بے شمار علوم و فنون سے انسان واقف و وابستہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آسمان پر اپنی علم دانی کے تحت فرشتوں کو حیرت میں ڈال دیا اور زمین پر آدم کی مخصوص اولاد اپنے ہم جنسوں کو آج بھی اپنی قوت علوم و فنون سے متاثر کرتی ہیں۔ ماہرین علم دین و علم الکتاب، ماہرین فنون لطیفہ، خصوصاً فن شعر گوئی، ادب اور موسیقی و مصوری و دیگر فنون کے علم بردار آج بھی سب سے معتبر مانے جاتے ہیں۔ انکی تخلیقات ادب و احترم سے پڑھی جاتی ہیں، سنی جاتی ہیں، دیکھی جاتی ہیں، انہیں عزت بخشی جاتی ہے اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔ ایک زمانہ علوم کی شہرت کا تھا یہ زمانہ فنون کی شہرت کا ہے۔ بڑے بڑے جلسے ہوتے ہیں، اشتہاروں کی بھرمار ہوتی ہے۔ تبصرے ہوتے ہیں، تنقیدیں کی جاتی ہیں۔ تعریفوں کے محل تعمیر کئے جاتے ہیں اور اس کارروائی شہرت سے فنکاروں کو بہت کچھ ملتا ہے خاص کر اقتصادی فیض و فائدہ فن موسیقی کو ہندو مذہب میں بہت بلند مقام ملا ہے۔ اس فن کے رازداں دیوی دیوتاؤں کی طرح کئی گوشوں میں پوجے جاتے ہیں، اسلام میں اس فن کا مقام الحان تک ہی محدود ہے، کیوں کہ الحان سے آگے یہ فن کیف و نشہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے چنانچہ دین الخالص نے اس پر پابندی عائد کر دی ہے دین اسلام نے ہوش کو قبول رکھا ہے، اور ہوش ہی حیات ارضی کا اصل جز ہے و بے ہوشی موت کا حصہ ہے جس طرح کے

بے داری اور نیند میں واضح فرق ہے۔ علوم اور خصوصاً علوم لطیف جس میں علم الصوتیات کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے اتنا زیادہ فراموش شدہ ہوگیا ہے کہ آج تک اس فن کے کسی ایک بھی عالم سے مجھ ادنیٰ کا سابقہ نہیں پڑا' اور یہ میرے لئے افسوس کا مقام ہے کہ میرا راہ نما مجھے کوئی نہیں ملا۔ ہاں علم التجوید کی منزل تک مجھے میرے استاد محترم حافظ و قاری محمد عبد السلام سہارنپوری صاحب کی رہنمائی حاصل تھی۔ بعد ازاں خاکسار نے قدم آگے بڑھانے کی جراءت کی اور گذشتہ ایک دہائی سے مسلسل میری اس پر تحقیق رواں ہے' مشق و ریاض چل رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ سوائے قرآن کے ارض و سماوات میں کوئی اور کتاب نہیں مستند مشق و ریاض کے لئے قراءت و تلاوت کے لئے۔

قرآن کا صحیح پڑھنا آسمان سے تارے توڑ لانا یا جوئے شیر لانے والی مثالوں سے بھی بالاتر ہے کیونکہ کلام پاک کی آیات، آیات ہونے کے باوجود علامات ہیں معجزات ہیں جلالیات وجمالیات کا مخزن اور ذات وصفات کا دریائے ناپیدا کراں۔

میری تحقیق نے سات کے عدد کو سب سے صاف بنیاد محسوس کیا ہے سات آسمان' سات زمین کی سطحیں قرآن کی سات منازل' سورہ فاتحہ کی سات آیات' قوس وقزح کے سات رنگ' ہفتہ کے سات دن' اور بہت ساری اس عدد کی مثالیں اور اتنی کہ تشریح کی جائیں انکی تو ایک لاتعداد ذخیرہ معلوم ہو۔ علم الاصوات پر یہ مضمون ہے۔ لہٰذا سنگیت کے سات سُروں کو سمجھنا بہت اہم ہے۔ مختصراً وضاحت کرتا ہوں موسیقی میں سات شدھ یا خالص سر ہوتے ہیں۔ دوسرے تیسرے چھٹے اور ساتویں سروں کے کومل سُر بھی ہوتے ہیں اور وہ سر نیچے اترتے ہیں' مثلاً پہلے اور دوسرے سروں کے درمیان ایک اور سُر ہوتا ہے اور اسی طرح تیسرے اور چوتھے کے بیچ اور اسی طرح پانچویں' اور چھٹے ساتویں کے درمیان' اسکے علاوہ چوتھے سُر کے اوپر ایک تیز سُر ہے جسے تیور سُر کہتے ہیں جو چوتھے اور پانچویں سُر کے درمیان ہے' مگر پہلا اور پانچواں سُر کوئی متبادلہ قبول نہیں کرتا چنانچہ ان سُروں کے کوئی خفیف (کومل) یا تیز (تیور) سُر نہیں ہیں۔ گویا سات سُروں کو زائد سہانے اور شیریں بنانے کے لئے دیگر پانچ سُر اولاً ان کے ساتھ ہیں۔ مختلف بارہ جگہوں سے یہ گلے سے ادا ہوتے ہیں

کسی دور میں ان کومل یعنی بہت خفیف و باریک یا ان تور یعنی باریک تیز سُر بھی وجود میں تھے اور اس زمانے کے اساتذہ و طلبائے علم ان پر ریاض کر کے عبور حاصل کر لیتے تھے، اب اس سائنسی ٹکنالوجی بلکہ نیو کلیائی دور میں وہ ایک تصور تک ہی محدود رہے۔

اسی معجزہ نما سات کے عدد نے مجھے سات قسم کے اصوات کی تحقیق پر اکسایا۔ حیرت کی بات ہے کہ اصوات کے بھی سات خالص اقسام ہیں آسانی کے لئے اُردو، فارسی، اور عربی الفاظ پر میں نے احتیاج کیا ہے اور صرف عربی سے اجتناب ہوائی AERIAL حلقی GUTTURAL تالوی PALATAL، لسانی LINGUAL دندانی DENTAL شفوی LABIAL اور نسواری NASAL، اور پھر انہیں مخارج میں سے دو تین مخارج پر مشتمل اصوات یا آوازیں۔ اس وقت صرف ایک ہی مثال سے کام لے کر مضمون کو طوالت سے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔

روایت ہے کہ قرآن کی اس فن کے ساتھ قراءت کرنے والوں کو سننے کے لیے فرشتے بے تاب ہو جاتے ہیں، اور ان فرشتوں کی جماعت کو زمین پر اترنے کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اس قاری حضرت کے اردگرد بیٹھ کر کلام الہٰی کو سنیں اور ثواب عبادت میں داخل ہو کر فلاح کو پہونچیں۔

دہشعر کہ" فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا" اس مقام کے علاوہ کہیں بھی اتنا موزوں نہیں ہو سکتا، لیکن مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ" جان لیوا ہے کہ زندگی بھر کی قربانیوں کے بعد یہ رتبہ بلند حاصل ہوتا ہے۔ تمام اعمال صالح، صلوات، زکوٰۃ، روزہ، و حج باوجود پختگی ایمان، مشق، تلاوت، قرآن مع علم تجوید و تراجم و تفاسیر شرائط ہیں تحسین قبولیت کے لئے۔

چونکہ میرا مقصد صرف ایک مخرج کے مفہوم تک محدود رہنا ہے چنانچہ نسبط عنوان ق کے مخرج سے میں بحث کا آغاز کرتا ہوں۔ بڑے شہرت یافتہ اور ملک کے بہت عظیم دار العلوم سے فارغ التحصیل قاری صاحب سے اس صوت کے مخرج کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ ق کا مخرج حلقی ہے، بیشتر قراء حضرات نے یہی جواب دیا۔ ابھی حال ہی میں ایک نوجوان قاری سے معلوم کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ میں نے ان سب کے سامنے میرا اپنا نقطہ نظر اور تحقیق پیش کی۔ میری بات قابل قبول ثابت ہوئی کہ یہ مخرج خالص تالوی

ہے۔ کتاب اللہ کے تلم کی ابتداء میں یہ مخرج موجود ہے اس کا شمار حروف مقطعات میں بھی ہے
ق کے علاوہ ح اور ع بھی خالص تالوی اصوات ہیں۔ برعکس ان کے خ اور غ خالص حلقی خارج ہیں
اور وہ عرش و فرش کی صرف ایک ہی زبان میں آج تک باقاعدگی سے استعمال میں ہیں اور رہتی دنیا تک
رائج رہیں گے۔ وہ واحد زبان عربی کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ یہ مضمون تحقیقی، اصلاحی اور تعلیمی ہے لہٰذا
ایک سبق کی حیثیت کا ہے۔ آپ سب بھی اسی طرح مشق کرکے آزما لیجیے گا کہ میرا کہنا کتنا قابل قبول ہے۔ اور
اگر آپ کو محسوس ہو کہ کہیں میری غلطی نظر آتی ہے تو بلا توقف ناچیز کو بتلانے کی زحمت گوارا کریں اطمینان
ہونے پر میری تحقیق میں ترمیم کروں گا شکر گذاری کے ساتھ۔ علم کسی ایک شخص یا چند لوگوں کا اجارہ داری
نہیں ہے۔ کسی ایک خطے یا چند خطوں کی میراث نہیں ہے نہ کسی ایک ملک کی ملکیت یہ تو عالمی دولت
ہے جو بھی اسے حاصل کرلے۔ مجھے سب سے بڑی خوشی اپنی اصلاح میں ہوتی ہے اور بعد میں دوسروں
کی رہنمائی میں۔ دیکھیے مخرج کی غلط علمی کی ایک عام زندہ مثال پیش خدمت ہے ہم میں سے غالباً سب نے
سنا ہوگا کہ حیدرآباد اور اطراف کے علاقوں کے ادباء علماء عوام اس دور جدید تک ق کے مخرج کو خ سے
ادا کرتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اگر ق حلقی سمجھ کر ادا ہو تو یقیناً وہ خ بن جاتا ہے۔ لہٰذا الفاظ قبول
غبول ہوگا اور تقریب، تخریب ہو جائے گا۔ اور تمام الفاظ جن میں ق موجود ہے خ کی صورت سے ادا ہوگا
بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ دنیا کا کوئی بھی موضوع اس دور سائنس اور ٹکنالوجی میں بلا تحقیق کے
بچا نہیں ہے مختلف موضوعات پر تحقیقی کام دنیا میں کسی نہ کسی ملک کے پاس دستیاب ہے مگر واحد علم
الاصوات پر کوئی ٹھوس تحقیق نہیں ہوئی ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ انسان کی ایک بڑی جماعت
میں مندرجہ بالا نقص اس طرح صدیوں سے پیوست ہے کہ یہ ایک مرض لا علاج کی طرح رواں
ہے۔ میرا قیاس کہتا ہے کہ ان علاقوں میں علماء و مبلغین کی جو ابتدائی جماعتیں فروغ علوم کے
لئے پہونچی ہوں گی ان کے ساتھ ضرور ق کے مخرج کا تصور و تعلیم حلقی ہونے کی تھی تالوی نہیں چنانچہ
اس لاعلمی کا نتیجہ آج تک ہمارے سامنے ہے۔ اور اس کا خمیازہ آج تک ان علاقوں کا ہر خاص
و عام بھگت رہا ہے۔ (مشق: خَلَقَ، خَلْقَ، خَلَقَكُمْ وغیرہ)
خداوند کریم کا ایک بہت بڑا احسان یاد آگیا۔ آیا دیگر علاقوں میں کیوں ق کا مخرج 'خ' نہیں بنتا

؟ اس کی ایک وجہ ہے اور باقی تو احسانِ اللہ ہی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ علم التجوید میں اس مخرج کو معلق یا غیر متعین جگہ تعین کیا گیا ہے۔ جیسے "ابتدائے بیچ زبان اور اوپر کے تالو سے" کہتے ہیں۔ اس کے معنی زبان کو بھی داخل تلفظ تسلیم کیا گیا ہے۔ غور کیا جائے تو اس مخرج کی ادائگی میں زبان کا قطعاً دخل نہیں ہے۔ زبان کا دخل در اصل اس مخرج کو پھسلنے کا موقع عطا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ صوت پھسلتے پھسلتے گلے میں آپھنسا۔ حیدرآباد اور دیگر مقامات کے تلفظ میں جو فرق نمایاں ہے وہ اندازاً یہ ہے کہ ایک جماعت پھسلنے پر قابو نہیں پا سکی اور اسکے برعکس دوسری جماعت اسے روکنے میں کامیاب رہی۔ لیکن آج تک یہ دوسرا گروہ بھی ق کے مخرج کی تحقیقی حیثیت سے ناواقف ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اردو زبان کا ایک معمولی معلم ہوں، زبان و ادب کے ساتھ صوتیاتی باریکیاں بھی میرے شاگردوں کو ذہن نشین کراتا ہوں اتفاق کی بات ہے میرے شاگردوں کی بہت بڑی تعداد غیر مسلموں کی ہے۔ مجھے ان کے مقدر پر ملال ہوتا ہے جو علم مسلمان خواص و عوام کو میسر ہونا چاہئے تاکہ اسے وہ جنت حاصل کرنے کے کام میں لاسکے۔ ایسے لوگوں کو موصول ہو رہا ہے جو اس سے کوئی بڑا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ کیوں کہ ان کے پاس قرآن نہیں ہے مگر میں کیا کروں مجبور ہوں کہ حصول علم کا تقاضہ یہ ہے کہ جو برجستہ بروقت حاصل کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے اور آگے بڑھتا ہے وہ منزل پالیتا ہے۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے میں زبان و ادب خصوصاً شعر وسخن کے فروغ کا غیر اردو داں حلقوں میں علمبردار ہوں' اردو غزلوں کو ہندی رسم الخط میں منتقل کرکے غزل کے شیدائیوں کو میں نے تین اہم انتخاب دیئے ہیں' انتخاب میرے اپنی ایجاد اور انداز کے ہیں۔ غالباً ان کتابوں کی تعلیمی اور عملی خصوصیات کے مقابلے میں اردو رسم الخط میں بھی کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گذری۔ اسے کمی مطالعہ بھی کہہ سکتے ہیں یا غیر موجود کتب ان کتابوں کے ہمراہ میری تحقیقات کے مختصر کرے مضامین کی صورت میں پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کے رسم اجراء کے جلسے میں مرحوم ڈاکٹر ظ انصاری مدعو تھے۔ اس کتاب کے میرے تحقیقی مضمون کو انہوں نے اپنی تقریر کی بنیاد بنایا اور کہا۔ غالب پر میں گذشتہ ۴۰ سال سے کام کر رہا ہوں لیکن میں کبھی نہیں سوچ پایا کہ غالب کی غزلوں کے ذریعہ اردو

ایک اعداد شماری کے مطابق قرآنِ عظیم میں حرفِ ق تقریباً ۶۸۱۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے

اردو زبان کی اتنی ٹھوس نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ آپنے پورے دیوان میں سے تین غزلیں منتخب کرکے یہ بتا دیا ہے کہ ان میں سے ایک کے تمام قافیے ہندی کے ہیں، دوسری میں فارسی کے اور تیسری میں تمام عربی کے۔

مندرجہ بالا کتاب کے رسمِ اجراء کے سلسلے میں ایک نامی گرامی ادبی ہستی سے ملا دعوت دی۔ کتاب ہندی رسمِ خط میں ہے، سُن کر وہ غیظ و غضب میں آ گئے کہنے لگے آپ لوگ ہندی میں کتاب چھاپ کر لوگوں کا مذاق بگاڑتے ہیں ان کے تلفظ خراب کرتے ہیں ہندی میں پڑھنے والے میرا نام تک صحیح بول نہیں پاتے۔ نہ جانے کس نشہ میں وہ بولے جا رہے تھے۔ میں نے اس پر ان سے دریافت کیا کہ کیا ان کے بیٹے بیٹیاں، اردو رسمِ خط سے واقف ہیں کہا کہ نہیں وہ سب ہندی ہی میں پڑھتے ہیں۔ میں نے اس کے بعد کہا کہ اُردو کے فلاں بڑے شاعر نے اپنی کتاب ہندی میں بھی چھپوائی ہے اور مجھے بھی انہوں نے میرے منعقدہ مشاعرے میں اسٹیج پر بلا کر نسخہ پیش کیا تھا میری تحریک کی تعریف کرتے ہوئے۔ اگر کوئی ناشر آپ کی کتاب ہزاروں کی تعداد میں ہندی میں کروانا چاہے تو کیا آپ اسے منع کر دینگے۔ اس میں چونکہ ان کے فائدے کی بات تھی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیا کہ جب دوسرے یہ کر رہے ہیں تو میں بھی انکار نہیں کروں گا۔ اس پر میں نے کہا پھر تلفظ کا کیا ہوگا، میری اس نکتہ چینی پر وہ جھنجھلا اٹھے اور لکھے جملے میں آنے والے پاکیزہ لفظ قرآن کا تلفظ انہوں نے خران کیا تب میرا ان کے معتبر ہونے کا بھرم بھسم ہو گیا۔

ان زندہ تذکروں سے میرا مقصد کسی کو بھی نیچا دکھانا قطعاً نہیں ہے۔ ایک بہت واضح غلطی کو تکنیکی لحاظ سے دور کرنے کی ترکیب و تجویز ہے۔ ہم سب محتاجِ علم ہیں۔ علم کا آغاز اللہ ہے۔ علم کا انجام اللہ ہے رعائے ربّی زدنی علماء نسخہ فلاح ہے، اصواتِ قدرت کا عطیہ ہے۔ علم اس کی رہنمائی اور تکنیک انسانی ایجاد اللہ کی امداد سے ہر نیا دور تکنیکی طور پر اپنے سے پہلے دور سے پہلے دور سے کئی منزلیں آگے ہوتا ہے۔ یہ بھی دوسرے معنوں میں قانونِ قدرت ہی ہے اور اس دور کی ضرورتیں بھی ویسی ہوتی ہیں، ہم سے پہلے گذرے ہوئے ادوار میں انسانوں کو قدرت نے اپنی ذہن سے نوازا تو ہمارے دور کو تکنیک سے۔ چنانچہ ذہن کی جگہ تکنیک نے لے لی ہے۔ اب بیشتر راز تکنیک سے فاش ہو رہے ہیں میں نے بھی تکنیک سے اصوات کے تعین کو معلوم کرنے کی جسارت کی ہے اہلِ قلم کو اس پر رشد و رہنمائی کی درخواست کے ساتھ میرے بیان کی پہلی قسط کو ختم کرتا ہوں۔ مخارج کی درستگی پر ہر زبان کی طاقت و لطافت منحصر ہے ق کا صوت حروفِ مقطعات میں شامل ہے اس کا مخرج خالص تالوی ہے۔ فنِ جمل کے اعتبار سے اس کا عدد ایک سو ہوتا ہے اور قرآن مجید کی ساتویں منزل کا آغاز اس کے پچاسویں سورہ سے ہوتا ہے اور اس سورہ کا یک حرفی عنوان ہے

"قٓ"

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ (المزّمّل)

اور قرآن کو خوب ٹھہراؤ کے ساتھ پڑھو

اکثر مترجمین علمائے کرام نے "ٹھہر ٹھہر کر پڑھو" ترجمہ کیا ہے۔ لیکن فنِ الحان کے قوانین کے مطابق ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے روانی مجروح ہو جاتی ہے، مگر ٹھہراؤ کے ساتھ پڑھنے سے روانی برقرار رہتی ہے، ٹھہراؤ میں تکنیکی معنی موجود ہے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے میں یہ معنی خارج ہے تمام مخارج صاف اور الگ الگ سنائی دیتے ہیں علم تجوید کے تمام قواعد ادا ہوتے ہیں۔

بہرحال دورانِ قراءت و تلاوت رموز اوقاف پر پابندی کے ساتھ عمل کرنا ضروری ہے،

اللہ کے کلام کی اعلیٰ تعظیم حصول بلند ترین ثواب کی علامت ہے اور کلامِ الٰہی کی صحیح تلاوت کی منزل طے کرنا و ترجمہ و تفسیر سے ہمکنار ہونا ہی اس کی حقیقی تعظیم ہے۔ (۱-۵)

نوٹ: (مشق: خَلَقَ ، خُلُقٌ ، خَلَقَكُمْ وغیرہ)

نوٹ: اہلِ پنجاب کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اُن کے نزدیک قؔ اور کؔ دونوں ہوائی اصوات ہیں۔ چنانچہ انکے تلفظات میں فرق برتا نہیں جاتا۔ میرے اس مضمون کے مطالعہ سے وہ بھی اپنی غلطی پر غالب آکر مستفیض ہو سکتے ہیں۔ قؔ خالص تالوی صوت ہے اسکے برعکس کؔ خالص ہوائی صوت ہے لہٰذا دونوں کے مخارج مختلف ہیں (مشق: قَبْلَكَ ، قَبْلِكُمْ وغیرہ)

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ اَلرَّحْمٰنُ

اور اسے (انسان کو) بولنا سکھایا

اس میں لفظ بیان استعمال ہوا ہے اس کے ایک معنی تو اظہار ما فی الضمیر کے ہیں، یعنی بولنا اور اپنا مطلب و مدعا بیان کرنا اور دوسرے معنی ہیں فرق و امتیاز کی وضاحت بولنا وہ امتیازی وصف ہے جو انسان کو حیوانات اور دوسری ارضی مخلوقات سے ممیز کرتا ہے۔ یہ محض قوّتِ گویائی ہی نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے عقل و شعور، فہم و ادراک، تمیز و ارادہ اور دوسری ذہنی قوتیں کارفرما ہوتی ہیں جن کے بغیر انسان کی قوتِ ناطقہ کام نہیں کر سکتی اسلیے بولنا دراصل انسان کے ذی شعور اور ذی اختیار مخلوق ہونے کی صریح علامت ہے۔

اسی طرح انسان کا دوسرا اہم ترین امتیازی وصف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر ایک اخلاقی حس رکھ دی ہے جس کی وجہ سے وہ فطری طور پر صحیح و غلط، نیکی، اور بدی کے درمیان فرق کرتا ہے۔

ان دونوں امتیازی خصوصیات کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ انسان کی شعوری و اختیاری زندگی کے لئے تعلیم کا طریقہ اس پیدائشی طریق تعلیم سے مختلف ہو جس کے تحت مچھلی کو تیرنا اور پرندے کو اڑنا، اور خود انسانی جسم کے اندر پلک کو جھپکنا، آنکھ کو دیکھنا، کان کو سننا، اور معدے کو ہضم کرنا سکھایا گیا ہے۔ پھر یہ بات آخر کیوں عجیب ہو کہ انسان کے خالق پر اس کی رہنمائی کی جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے ادا کرنے کے لئے اس نے رسولؐ اور کتاب کو تعلیم کا ذریعہ بنایا ہے؟ جیسی مخلوق ویسی ہی اس کی تعلیم

(تفہیم القرآن)

DEDICATION

"The hands that help are holier than the lips that pray"

This researched treatise on PHONOLOGY (the Art of profound pronunciation) is humbly DEDICATED to the following helping hands :

Hira & Esther Malaney
Dr. N. H. Wadia & Jaslok Hospital
Amin & Aisha Maniar
Riyaz Maniar
Abdul Ghafoor Shaikh Dawood
Munaf Durwesh
Anisa Maniar
Iqbal A. G. Shaikh Dawood
Muhammad Hussain Kasimi
Shrenik Jhaveri
Najmunnisa Peera
Nazir Ahmed Maniar
Sher Muhammad Maka
Zaitunnisa Khot
Shobha Joshi

Mukhtar Maniar
Ishtiyaq Maniar
Chandra Kothari
Ibtisam Tapia
Nafisa Mohd. Alam
Khatoon N. Bhattiwala
Khadijabibi, Anjubai,
Fatambibi
Mubarak Khatoon &
Kulsum
Kamrunnisa Maniar
Hoorbanu F. Bhattiwala
Nazura Shamim Khan
Parveen Durwesh
Shaikh Shehnaz, Shehnaz Khot

Apart from, they prayed. We thank those who prayed for our son MANSOOR ALI's recovery and those who visited him in Jaslok & Nanavati hospitals, those who inquired on telephone and those who wrote letters, those who attended his funeral, as well as those who sent condolence letters, telegrams and called on telephone and the Qurankhani participants and all who called on us for condolence, Dr. Abdul Karim Naik for publishing the news of Mansoor Ali's death in his coveted magazine Naqsh-e-Kokan, Eid Number '95.

Thanks to the following persons who bestowed the beneficence of their reading of the whole Quran to the departed soul :

Haji Dulhe Khan
Saira Khala
Ishrat Beg

Shaikh Muhammad Sajid
Zulekha Jummani
Makkibibi Shaikh Dawood

Hamida Hingwala (Tasbih)

"May Allah reward you all !"

IBRAHIM & REHANA DURWESH
April 2, 1995

ناشران؛

صغریٰ درویش
ریحانہ درویش
نظیر و نور بانو درویش
ذاکر و ممتاز بانو درویش
شمیم درویش
محمد علی
الطاف
ظہیر
نورجہاں
احمد و عدنان درویش
اور
نغمہ و شوکت شیخ

480, Sir. J. J. Road, 3rd Floor, R. No. 28, Jitekar Building, Near 7 Ltd. & 124 Bus Stop.
Bombay 400 008. • Tel. : 376 2757 - 371 1430

Printed at Prime Printers, Bombay 400 008.